شیخ علی متقی جون پوریؒ
(صاحب کنز العمال)
(پہلی قسط)

عبدالرشید عراقی

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی شمع روشن کرنے' توحید و سنت کی ترقی اور ترویج اور شرک و بدعت کی تردید و توبیخ میں جن اصحابِ علم نے نمایاں کردار ادا کیا ہے' ان میں حضرت شیخ علی متقی جون پوری رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی بھی آتا ہے۔

ولادت و وطن

شیخ علی متقی بن حسام الدین ۸۸۵ھ / ۱۴۸۰ء میں جون پور میں پیدا ہوئے۱۔ ان کا ابتدائی دور جون پور میں گزرا۔ ان کے والد ماجد صوفی مشرب تھے۔ انہوں نے ان کو طفولیت ہی میں شیخ باجن رحمتہ اللہ کی بیعت میں منسلک کر دیا۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ (م ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں:

"شیخ علی متقی (۸۸۵ھ / ۱۴۸۰ء) میں پیدا ہوئے اور وہیں شیخ باجن برہان پوری کی بچپن میں بیعت کی۔ جوانی میں ملتان جاکر شیخ حسام الدین متقی سے علم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ شیخ کے جسمانی باپ (والد) کا نام بھی حسام الدین تھا۔ اور روحانی باپ (استاد و مرشد) کا نام بھی حسام الدین تھا۔ ۲۔"

اساتذہ

شیخ علی متقی کے اساتذہ میں درج ذیل بزرگان دین اور ائمہ کرام کے نام ملتے ہیں۔

شیخ حسام الدین متقیؒ

شیخ ابو الحسن بکری شافعیؒ

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی (صواعق محرقہ کے مصنف)

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر سے شیخ علی متقی نے پہلے کسب فیض کیا۔ مگر بعد میں شیخ ابن حجر خود شیخ علی متقی کے حلقہ تلمذ میں داخل ہو گئے۔

مولانا آزاد بلگرامی لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم' صاحب صواعق محرقہ' در ابتداء حال استاد شیخ بود آخر خود را تلمیذی خواند ورسم ارادت بجا آورد و خلافت پوشید"۳۔

شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم و صاحب صواعق محرقہ ابتداء میں شیخ کے استاد تھے۔ مگر آخر میں وہ اپنے کو ان کا شاگرد کہنے لگے نیز ارادت کی رسم بھی بجا لائے اور شیخ سے خرقہ خلافت بھی لیا۔

تلامذہ

شیخ علی متقی کے تلامذہ اور ارادت مندوں کا حلقہ وسیع تھا۔ تذکرہ نگاروں نے صرف چند مشہور تلامذہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی مفتی حرم

شیخ عبدالوہاب متقیؒ (م ۱۰۰۱ھ / ۱۵۹۳ء)

شیخ محمد بن طاہر پٹنیؒ (م ۹۸۶ھ / ۱۵۷۸ء)

رحلت و سفر

شیخ علی متقی نے ابتدائی تعلیم اپنے وطن جون پور میں حاصل کی' بعد ازاں ملتان جا کر شیخ حسام الدین متقی سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ اور مکہ معظمہ میں آپ نے حجاز کے مشہور و معروف اساتذہ سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔

علامہ سیّد سلیمان ندویؒ لکھتے ہیں:

"شیخ علی متقی نے عرب پہنچ کر حجاز کے مشہور و معروف اساتذہ اور شیوخ سے چند سال علم ظاہری و باطنی کی تحصیل کی۔ شیخ نے چند ہی سال میں اپنی فطری استعداد اور روحانی ذوق اور ربانی توفیق سے یہ مرتبہ حاصل کر لیا کہ استاد شاگرد اور شاگرد استاد کے مرتبہ میں آ گئے"۵۔

شیخ علی متقی کب مکہ معظمہ تشریف لے گئے

تذکرہ نگاروں نے یہ لکھا ہے کہ شیخ علی متقی ۹۵۳ھ/۱۵۴۶ء میں مکہ معظمہ تشریف لے

مولانا آزاد بلگرامی لکھتے ہیں۔

آنجناب در ۹۵۳ھ بہ صوب حرمین شریفین خرامید و در مکہ معظمہ رحل اقامت افگند۶۔

"شیخ علی متقی ۹۵۳ھ میں حرمین شریفین تشریف لے گئے اور مکہ معظمہ میں مستقل اقامت گزین ہو گئے۔"

علامہ سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔

"۹۵۳ھ میں دیار عرب کی طرف لنگر اٹھایا اس وقت عمر ۶۷ برس کی تھی"۷۔

مگر شیخ عبدالوہاب شعرانی م / ۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء لکھتے ہیں۔

نزیل مکہ اجتمعت بہ فیھا سنتہ سبع و اربعین وتسع مائتہ۸۔

"شیخ علی متقی مکہ میں بودو باش اختیار کیے ہوئے تھے میں نے وہاں ان سے ۹۴۷ ھ میں ملاقات کی تھی"

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ / ۱۹۵۶ء) لکھتے ہیں۔

کہ شیخ عبدالوہاب شعرانی مصری فرماتے ہیں:

"کہ شیخ علی ہندی نزیل مکہ مشرفہ ہیں۔ ان سے میں ۹۴۷ ھ میں مکہ شریف میں ملا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اور آپ میرے ہاں تشریف لاتے تھے"۹۔

مجلس درس و افادہ

شیخ علی متقی انہی علوم کے فاضل و ماہر تھے۔ اور سلوک و تصوف میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ ان کا بیشتر وقت علم کی اشاعت اور افادہ و فیضان میں بسر ہوتا تھا۔ ان کے شاگرد شیخ عبدالوہاب متقی (م ۱۰۰۱ھ / ۱۵۹۳ء) فرماتے ہیں:

غالب اوقات ایشاں بہ نشر و افادہ علم۱۰۔

ان کا زیادہ وقت علم کی نشرو اشاعت اور دوسروں کو علمی فایدہ پہنچانے میں صرف ہوتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) لکھتے ہیں۔

وبآ ثار افاضت علوم دینی و افاضت معارف یقینی مستنیرو مستفید ساختہ۔

"انہوں نے دینی علوم اور یقین و معرفت سے (ایک عالم کو) منور کیا اور فیضیاب کیا۔"

شیخ عبدالوہاب شعرانی نے بھی ان کے قیام مکہ معظمہ میں مجلس علمی اور طالبین کا ان سے

استفادہ کا تذکرہ طبقات الکبریٰ میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

"میں نے شیخ علی متقی کی مجلس میں دیکھا کہ بعض لوگ ذکر الٰہی میں مصروف ہیں۔ بعض قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہیں۔ بعض لوگ مراقبے میں ہیں۔ اور بعض لوگ مطالعہ میں مصروف ہیں۔ اور میں نے اس سے بہتر اور اچھا منظر، مکہ معظمہ میں اس سے پہلے نہیں دیکھا"۔[۱۲]

علم حدیث سے شغف

شیخ علی متقی کو علم حدیث سے بہت شغف تھا۔ آپ ایک بلند پایہ محدث تھے۔ تذکرہ نگاروں نے علم حدیث سے آپ کے شغف کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس فن میں آپ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔

علم حدیث میں آپ کے علمی تبحر اور شغف کی وجہ سے علمائے کرام نے آپ کو **المحدث** کے لقب سے یاد کیا۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ حدیث سے آپ کے شغف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وہ سنن و احادیث نبوی کے تتبع میں آخر عمر تک مشغول رہے۔ ایام پیری میں جب کہ بتقاضائے عمر جنبش کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا، وہ شب و روز کتب حدیث کی تصحیح اور مقابلہ کے کام میں منہمک رہتے تھے۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ دقائق کے فہم و معرفت اور معانی و نکات کے استنباط و استخراج میں ایسے بلند درجہ پر فائز تھے کہ ماہرین اور علمائے فن بھی حیرت و تحسین ظاہر کیے بغیر نہیں رہتے تھے۔ شیخ ابن حجر مکی جو اپنے زمانے میں مکہ معظمہ کے بڑے فقہا و علماء میں شمار کیے جاتے تھے اور ابتداء میں شیخ علی متقی کے استاد بھی تھے، اگر کسی حدیث کے مفہوم میں تردد و تامل ہوتا تو شیخ کے یہاں کہلا بھیجتے کہ جمع الجوامع کی تبویب میں اس حدیث کو کس باب میں رکھا ہے تاکہ اس کی نشاندہی کے بعد قرینہ و قیاس سے اس حدیث کا مطلب اخذ کرنے میں آسانی ہو"۔[۱۳]

علم و فضل

شیخ علی متقی کے علم و فضل، اور علمی تبحر کا تذکرہ نگاروں نے اعتراف کیا ہے۔

مولانا آزاد بلگرامیؒ لکھتے ہیں:

"مکہ معظمہ کے عوام و خواص ان کے غیر معمولی فضل و کمال کے معترف تھے"۔ ۱۴۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"ان کے دور کے تمام اکابر و مشائخ کو ان کے فضل و کمال کا اعتراف تھا"۔ ۱۵۔

شیخ علی متقی بڑے زاہد، متورع، متقی اور عبادت گزار تھے۔ عبادت، ریاضت اور مجاہدہ سے انہیں خاص شغف تھا۔ ورع، تقویٰ، طہارت و عفت ان کے مزاج میں داخل تھی۔ شیخ عبدالواب شعرانیؒ نے انہیں صاحب ورع اور زاہد لکھا ہے ۱۶۔ علامہ آزاد بلگرامی نے ان کی کثرت ریاضت و عبادت اور تقویٰ و طہارت کا تذکرہ کیا ہے ۱۷۔

شیخ علی متقی کم سخن تھے۔ فضول اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے تھے۔ زیادہ وقت ذکر و تسبیح میں گزارتے۔ ۱۸۔

شیخ علی متقی کی سیرت و کردار

شیخ علی متقی کی پوری زندگی اتباع سنت میں بسر ہوئی۔ ان کا رہنا بسنا، سونا جاگنا، اٹھنا بیٹھنا ہر چیز اتباع سنت کا نمونہ تھی۔ اس کے ساتھ آپ پوری زندگی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضہ سے غافل نہ رہے۔ جب بھی کوئی غیر شرعی فعل و عمل دیکھتے تو فوراً امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیتے۔

طبیعت میں سخاوت اور فیاضی تھی۔ طبیعت بہت سادہ تھی۔ سادگی کی بنا پر رزق کے معاملہ میں بڑے متوکل اور اللہ کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے:

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ اللہ وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے بندے کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔

اکل حلال کو ہمیشہ مد نظر رکھا ان کے شاگرد عبدالوہاب متقی کا بیان ہے کہ شیخ فرمایا کرتے تھے:

"جو چیز کسب حلال سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتی یہ اگر کم بھی ہو جاتی ہے تو بالآخر مل جاتی ہے"۔

اپنا کام خود کرتے اور کسی دوسرے آدمی سے کام کراتے تو اس کو اجرت دیتے۔ ملازموں سے اچھا برتاؤ کرتے اور ان کی غلطی اور کج روی کو نظر انداز کرتے۔

اپنے گوناگوں اوصاف و محامد، پاکیزہ زندگی، عمدہ سیرت، علمی کمالات، اور تصوف و احسان میں بلند درجہ و مرتبہ کی وجہ سے شیخ علی متقی کو چہار وانگ عالم میں بڑی شہرت و مقبولیت حاصل

ہوئی۱۹۔

امراء و سلاطین سے تعلقات

شیخ علی متقی سے امراء و سلاطین کے تعلقات تھے اور ان کی بہت قدرو عزت کرتے تھے۔ مگر آپ نے کبھی ان سے کسی قسم کا ہدیہ اور روپیہ وصول نہ کیا بلکہ ان کو ہمیشہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے۔ دین و شریعت کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت کے قائل نہ تھے۔۲۰۔

وفات:

۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ھ/۴ نومبر ۱۵۶۷ء، ۹۵ سال کی عمر میں مکہ معظمہ میں انتقال کیا۔۲۱۔

۱۔ اخبار الاخیار ص ۲۴۱
۲۔ مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱۶
۳۔ ماثر الکرام ج ۱، ص ۱۹۳،
۴۔ مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱۷،۱۸
۵۔ مقالات سلیمان ج ۲، ص ۱۶، ۱۷،
۶۔ ماثر الکرام ج ۱، ص ۱۹۳
۷۔ مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱۶
۸۔ الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۷
۹۔ تاریخ اہلحدیث ص ۳۸۶،
۱۰۔ اخبار الاخیار ص ۲۴۵
۱۱۔ اخبار الاخیار ص ۲۴۲،
۱۲۔ الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۷
۱۳۔ اخبار الاخیار ص ۲۴۲
۱۴۔ ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳،
۱۵۔ اخبار الاخیار ص ۲۴۲
۱۶۔ الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۷،
۱۷۔ ماثر الکرام ج ۱ ص ۱۹۳
۱۸۔ الطبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۱۶۷
۱۹۔ اخبار الاخیار ص ۲۴۴،
۲۰۔ ایضاً ص ۲۴۶
۲۱۔ مقالات سلیمان ج ۲ ص ۱۷

بقیہ: نفاذ شریعت پر اعتراضات

ہم نے اس تجزیہ کے آغاز میں شریعت ایکٹ کے متن میں خوبیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی، جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس میں انتہائی سنگین خامیاں پائی جاتی ہیں جو کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اس کے بعد ہم نے تفصیل کے ساتھ نفاذ شریعت کے اب تک کے اقدامات کے پس منظر، اس کے جلو میں ابھرنے والی بحثوں اور نفاذ شریعت اور قرآن و سنت کی بالا دستی کے خلاف اعتراضات کا جائزہ لیا ہے، اور اپنی گزارشات پیش کر دی ہیں۔